20 ستمبر 1963

ازعدالت عظمیٰ

کوشلیا رانی

بنام

گوپال سنگھ

(بی پی سنہا، سی جے، جے سی شاہ اور این راجگو پالا آیا نگر، جسٹسز)

ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417(3)(4)–ایڈیشنل سیشن جج کے ذریعے بری کیے گئے ملزم–حکم کے 60 دن بعد دائر کیے گئے بری ہونے کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کی درخواست–حدود قانون کی دفعہ 5 کی دفعات چاہے قابل اطلاق ہوں–خصوصی قانون–حد بندی قانون (1908 کا 9) دفعہ 29(2)۔

مدعا علیہ اپنے مقدمے کی سماعت کے لیے سیشنز عدالت کو سونپا گیا تھا۔تاہم انہیں ایڈیشنل سیشن جج نے 31 دسمبر 1959 کو بری کر دیا۔اپیل کنندہ نے 22 اپریل 1960 کو ہائی کورٹ میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417(3) کے تحت ایڈیشنل سیشن جج کے حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دائر کی۔ہائی کورٹ نے اپیل کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اپیل کے لیے خصوصی اجازت کی درخواست زائد ال معیاد تھا۔یہ قرار دیا گیا کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417(4) کی دفعات ایک خصوصی قانون کی نوعیت کی ہیں اور حد بندی قانون کی دفعہ 5 کی دفعات لاگو نہیں ہوتیں۔اپیل کنندہ اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے فٹنس سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد اس عدالت میں آیا۔اپیل کو مسترد کرنا۔

منعقد (i) ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417(4) میں مقرر کردہ حدود کا خصوصی قاعدہ نجی استغاثہ اور وکلاء کی طرف سے اپیلوں کو کنٹرول کرنے والا حدود کا ایک خصوصی قانون ہے۔ 5 حد بندی قانون کی دفعہ 29(2)(بی) کے پیش نظر حد بندی قانون کا اطلاق نہیں ہوتا ہے۔خصوصی قانون سے مراد ایک ایسا قانون ہے جو خصوصی معاملات کے لیے، خصوصی حالات میں، قانون کی عمومی حکمرانی سے متصادم ہو جو عام طور پر ان تمام معاملات پر لاگو ہوتا ہے جن سے عام قانون نمٹتا ہے۔اس لحاظ سے ضابطہ فوجداری ایک عام قانون ہے جو عام طور پر فوجداری مقدمات کی سماعت کے طریقہ کار کو منظم کرتا ہے۔جب یہ خصوصی حالات میں خصوصی مقدمات کے سلسلے میں وقت کی حد طے کرتا ہے، جیسے کہ دفعہ 417(3) اور (4) کے تحت غور کیا گیا ہے، تو یہ عام قانون کے اندر موجود ایک خصوصی قانون ہے۔اسی طرح، حد بندی قانون ایک عام قانون ہے جو قانون کے ذریعے نمٹائے جانے والے تمام معاملات پر لاگو حد بندی کے عمومی قوانین کا تعین کرتا ہے، لیکن دوسرے قوانین میں مقرر کردہ حد بندی کے خصوصی قانون کی مثالیں ہو سکتی ہیں، حالانکہ یہ عام طور پر حد بندی کے قانون سے متعلق نہیں ہے۔

ایس ایم ٹھاکر بمقابلہ دی اسٹیٹ آف بہار 30 پٹنہ 126 کینر اینک لمیٹڈ بمقابلہ دی وارڈن انشورنس کمپنی آئی ایل آر۔[1952] بمبئی 1083 محمد ابراہیم بمقابلہ گوپی لال، اے آئی آر (1958) آل 691 راجن لال بمقابلہ اسٹیٹ آئی ایل آر [1960] 2 آل 761 وشوناتھن چیٹیار، ری (1957) 1 ایم ایل جے 150 کوئمبٹور میونسپلٹی بمقابلہ کے ایل نارائنن، اے آئی آر (1958) مدراس 416 پی وی سبا ریڈی، بمقابلہ ڈی پاپیریڈی، اے آئی آر (1957) آندھرا پردیش 406 ان ری پارچوری ادیشما، اے آئی آر (1958) آندھرا پردیش 230 انجانا بائی

فوجداری اپیل عدالتی حد اختیار 1962 کی فوجداری اپیل نمبر 126۔

1960 کی فوجداری اپیل نمبر 825 میں پنجاب ہائی کورٹ کے 31 اکتوبر 1961 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

ودیادھر مہاجن، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سنہا، سی۔ جے — اس اپیل میں، پنجاب ہائی کورٹ کی طرف سے دی گئی فٹنس کے سرٹیفکیٹ پر، تعین کے لیے واحد سوال یہ ہے کہ کیا حد بندی ایکٹ (1908 کا 9) کی دفعہ 5 کی دفعات ضابطہ فوجداری کی دفعہ 417 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت بری ہونے کے حکم سے اپیل کی خصوصی اجازت کے لیے درخواست پر لاگو ہوتی ہیں (جسے اس کے بعد ازاں ضابطہ کہلاتی ہے)۔ یہ سرٹیفکیٹ ہائی کورٹ نے دیا تھا" کیونکہ مختلف ہائی کورٹس میں رائے کا کافی تنازعہ ہے"۔

اس معاملے میں ہمیں فریقین کے درمیان تنازعہ کے حقیقی پہلو سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے اس تنازعہ کے حقائق کو کسی بھی تفصیل سے بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ بیان کرنا کافی ہے کہ مدعا علیہ عدالت سیشن سے اس الزام پر کہ اس نے دھوکہ دہی کے ذریعے اپیل کنندہ، جس نے اس سے قانونی طور پر شادی نہیں کی تھی، کو یقین دلایا کہ وہ اتنی شادی شدہ تھی، اور اس عقیدے میں اس کے ساتھ جنسی تعلقات رکھے تھے، دفعہ 493 کے تحت یا تعزیرات ہند کی دفعہ 495 کے تحت اپنے مقدمے کا سامنا کرنے کا عہد کیا تھا۔ متبادل میں، یہ الزام لگایا گیا کہ اس نے اپیل کنندہ سے اس حقیقت کو چھپانے کے بعد شادی کی کہ وہ پہلے ہی شادی شدہ تھا۔

استغاثہ مجسٹریٹ کے سامنے اپیل کنندہ کی طرف سے دائر شکایت کی درخواست کے ذریعے شروع کیا گیا تھا۔ مدعا علیہ پر ایڈیشنل سیشن جج، گرداس پور نے مقدمہ چلایا، جس نے 31 دسمبر 1959 کے اپنے فیصلے کے ذریعے اسے اس بنیاد پر بری کر دیا کہ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا کہ شکایت کنندہ اور ملزم کے درمیان شادی ہوئی تھی۔ اپیل کنندہ نے 22 اپریل 1960 کو بری ہونے کے حکم کی تاریخ سے 60 دن بعد کوڈ کی دفعہ 417(3) کے تحت اس حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دائر کی۔ درخواست کے ساتھ منسلک ایک نوٹ میں کہا گیا تھا کہ" موجودہ عرضی دائر کرنے کا وقت اس حقیقت کے پیش نظر

خارج کیا جاسکتا ہے کہ ضلع مجسٹریٹ، گرداس پور نے ایڈووکیٹ جنرل کو دفعہ 417 فوجداری ضابطہ اخلاق کے تحت اپیل دائر کرنے کے لیے منتقل کیا، جو اگر دائر کیا جاتا تو اس عرضی کو دائر کرنے کی ضرورت کو ختم کر دیتا۔لیکن ریاستی حکومت نے اپیل دائر کرنے سے انکار کر دیا اور اس سلسلے میں اطلاع یکم اپریل 1960 کو موصول ہوئی۔اصل خط اس تاریخ سے منسلک کیا گیا ہے، یہ وقت کے اندر ہے۔ "اس درخواست پر، ہائی کورٹ کے ایک ڈویژن بنچ نے یکم ستمبر 1960 کو" داخلہ" کا حکم منظور کیا۔جب اپیل کو فالشا اور گروور ججوں کے سامنے سماعت کے لیے رکھا گیا تو مدعا علیہ کی جانب سے ابتدائی اعتراض اٹھایا گیا کہ اپیل وقت سے باہر تھی۔اگرچہ اپیل کنندہ کی جانب سے یہ تسلیم کیا گیا کہ اپیل کوڈ کی دفعہ 417 کی ذیلی دفعہ (4) کے ذریعے مقرر کردہ مدت کے کافی عرصے بعد دائر کی گئی تھی، لیکن یہ دلیل دی گئی کہ تاخیر کو حد بندی قانون کی دفعہ 5 کے تحت معاف کیا جاسکتا ہے، اور یہ کہ جب اپیل قبول کی گئی تھی تو بنچ نے اس تاخیر کو اس طرح معاف کر دیا تھا۔

بنچ نے نشاندہی کی کہ حقیقت میں اپیل کنندہ کی طرف سے خصوصی اجازت کے لیے درخواست دائر کرنے کے لیے حد کی مدت میں توسیع کے لیے کوئی درخواست نہیں کی گئی تھی۔ بنچ نے مزید کہا کہ وہ اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتا کہ بنچ نے اپیل کو قبول کرتے ہوئے تاخیر کو معاف کر دیا ہے۔عدالت، ضابطہ اخلاق اور حد بندی قانون کی دفعات کی تفصیلی جانچ پڑتال پر، اس نتیجے پر پہنچی کہ دفعہ 417 کی ذیلی دفعہ (4) کے ذریعے مقرر کردہ وقت کی پابندی حد بندی قانون کی دفعہ 29 (2) کے معنی میں ایک خصوصی قانون تھا، اور اس لیے حد بندی قانون کی دفعہ 5 اپیل گزار کو خصوصی اجازت کے لیے درخواست دائر کرنے میں تسلیم شدہ تاخیر کو معاف کرنے کے لیے دستیاب نہیں ہوگی۔ہائی کورٹ نے مختلف ہائی کورٹس کے متعدد فیصلوں کو دیکھا اور اس رائے کو قبول کرنے کو ترجیح دی کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 417 کی ذیلی دفعہ (4) کی دفعات خصوصی قانون کی نوعیت کی تھیں حالانکہ مجموعی طور پر ضابطہ اخلاق ایک عام قانون تھا۔معاملے کے اس تناظر میں، ہائی کورٹ نے اپیل کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اپیل کے لیے خصوصی اجازت کی درخواست کو وقت کے ساتھ روک دیا گیا تھا۔اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ میں درخواست دی اور فٹنس کا ضروری سرٹیفکیٹ حاصل کیا اور ہائی کورٹ کے اس حکم کی اپیل پر اس عدالت میں آیا ہے۔ ہائی کورٹ نے فطری طور پر تنازعہ کی خوبیوں پر غور نہیں کیا۔لہذا ہمیں اس بات پر غور کرنا ہے کہ آیا ہائی کورٹ اس نتیجے پر پہنچنے میں درست تھی کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 417 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت خصوصی اجازت کے لیے درخواست دائر کرنے میں تاخیر کی معافی کے لیے عرضی گزار کو حد بندی قانون کی دفعہ 5 دستیاب نہیں ہو سکی۔

ہائی کورٹس کے مختلف فیصلوں کا حوالہ دینے سے پہلے، اب ہمارے سامنے موجود واحد سوال پر متضاد خیالات لیتے ہوئے، ہم ضابطہ اخلاق اور حد بندی قانون کی متعلقہ دفعات کا جائزہ لیں گے۔ضابطے کی دفعہ 417 ان شرائط میں ہے:

" 417 (1) ذیلی دفعہ (5) کی دفعات کے تابع ریاستی حکومت، کسی بھی صورت میں، عوامی نمائندے کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ ہائی کورٹ کے علاوہ کسی اور عدالت کے ذریعے بری کیے جانے کے اصل یا اپیلٹ آرڈر کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل پیش کرے۔

(2) اگر بری ہونے کا ایسا حکم کسی بھی ایسے معاملے میں منظور کیا جاتا ہے جس میں دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ ایکٹ، 1946 (1946 کا XXXV) کے تحت تشکیل شدہ دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ کے ذریعے جرم کی تحقیقات کی گئی ہو، تو مرکزی حکومت عوامی نمائندے کو بری ہونے کے حکم سے ہائی کورٹ میں اپیل پیش کرنے کی بھی ہدایت دے سکتی ہے۔

(3) اگر شکایت پر قائم کسی بھی معاملے میں بری ہونے کا ایسا حکم منظور کیا جاتا ہے اور ہائی کورٹ، شکایت کنندہ کی طرف سے اس کی طرف سے کی گئی درخواست پر، بری ہونے کے حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت دیتی ہے، تو شکایت کنندہ ایسی اپیل ہائی کورٹ میں پیش کر سکتا ہے۔

(4) بری کرنے کے حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت دینے کے لیے ذیلی دفعہ (3) کے تحت کسی بھی درخواست کو بری کرنے کے اس حکم کی تاریخ سے ساٹھ دن کی میعاد ختم ہونے کے بعد ہائی کورٹ کے ذریعے قبول نہیں کیا جائے گا۔

(5) اگر، کسی بھی صورت میں، ذیلی دفعہ (3) کے تحت بری ہونے کے حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت دینے کی درخواست کو مسترد کر دیا جاتا ہے، تو بری ہونے کے اس حکم سے کوئی اپیل ذیلی دفعہ (1) کے تحت نہیں ہوگی۔

"یہ ظاہر ہوگا کہ دفعہ، جسے 1955 کے ایکٹ XXVI کے ذریعے دوبارہ ترتیب دیا گیا تھا، پہلی بار کسی نجی شکایت کنندہ کی طرف سے بری ہونے کے حکم سے اپیل کا التزام کیا گیا تھا اگر اس نے ہائی کورٹ سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت حاصل کی ہو۔ مذکورہ ترمیم شدہ قانون سے پہلے، یہ صرف ریاستی حکومت تھی جو بری کرنے کے حکم کے خلاف اپیل کر سکتی تھی۔ اس طرح یہ سیکشن ریاستی حکومت کی طرف سے اپیل کے لیے فراہم کرتا ہے، اور شکایت پر قائم مقدمے میں شکایت کنندہ کی طرف سے بھی، بشرطیکہ عدالت کی خصوصی اجازت حاصل کی جائے۔ جہاں تک ریاستی حکومت کی اپیل کا تعلق ہے، دفعہ 417 خود کسی حد کی مدت کے لیے فراہم نہیں کرتی ہے۔ اس طرح کی اپیل کے لیے حد کی مدت حد بندی قانون کے آرٹیکل 157 میں بیان کی گئی ہے۔ 1955 کی ترمیم سے پہلے اس طرح کی اپیل کے لیے ریاستی حکومت کی حد کی مدت چھ ماہ تھی، جسے 1955 کے ایکٹ XXVI کے ذریعے 1 جنوری 1956 سے کم کر کے تین ماہ کر دیا گیا تھا۔ لہذا، جہاں تک ریاستی حکومت کی اپیل کا تعلق ہے، اس طرح کم کی گئی حد کی مدت حد کے عمومی قانون کا ایک حصہ ہے اور حد بندی قانون کی دفعہ 5 کے نفاذ کے لیے قابل قبول ہے۔ لیکن دفعہ 417 کے ذیلی دفعہ (3) اور (4) کی دفعات 1955 کے ترمیم شدہ ایکٹ XXVI کے ذریعے پہلی بار متعارف کرائی گئی خصوصی دفعات کی نوعیت کی ہیں۔ ذیلی دفعہ (4)، لحاظ سے، بہت درست اور لازمی ہے، جس میں ہائی کورٹ کو اس طرح کے حکم کی تاریخ سے 60 دن کی میعاد ختم ہونے کے بعد بری ہونے کے حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کی کسی بھی درخواست پر غور کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ سیکشن کی نئی دفعات اور اس موضوع پر قانون کی تاریخ پر غور کرنے پر، دو چیزیں واضح ہیں؛ یعنی، (1) مقننہ نے انصاف اور عوامی پالیسی کے مفاد میں یہ سوچا کہ ریاستی حکومت کو بری ہونے کے حکم سے اپیل کرنے کی اجازت دی گئی چھ ماہ کی مدت کو نصف کر دیا جانا چاہیے، اس طرح اس قانونی چارہ جوئی کی مدت کو کم کرنے کا اس کا واضح ارادہ ظاہر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں پہلے ہی بری ہونے کا حکم ہو چکا تھا اور (2) کہ بعض معاملات میں ہائی کورٹ کو شکایت کنندہ کو خصوصی اجازت دینے کا اختیار رہنا چاہیے، جیسا کہ ریاستی حکومت سے ممتاز ہے، بری ہونے کے حکم سے اپیل میں آنے کے لیے، لیکن ساتھ ہی واضح اور غیر واضح الفاظ میں اشارہ کرتے ہوئے کہ ریاستی حکومت کے کہنے پر، بری ہونے کے خلاف اپیل پر لاگو ہونے والی حد کے عام اصول کے برعکس، 60 دن کے میعاد ختمہ کا یہ قاعدہ خاص طور پر سیکشن میں ہی فراہم کیا گیا ہے۔ اس لیے ہماری رائے میں یہ موقف واضح ہے کہ جہاں تک ریاستی حکومت کی اپیل کا تعلق ہے، حد بندی کا قانون حد بندی ایکٹ (آرٹیکل 157) میں مقرر کردہ عام قانون ہے جس پر دفعہ 5 اپنی طاقت سے لاگو ہوگی۔ لیکن جہاں تک نجی نمائندہ کی اپیل کا تعلق ہے، مقننہ خاص

طور پر یہ طے کرنے میں ہوشیار تھا کہ اس طرح کی اپیل کی بنیاد بری ہونے کے حکم کی تاریخ سے 60 دن کے اندر رکھی جانی چاہیے۔اس لحاظ سے، 60 دن کی بار کا یہ قاعدہ ایک خاص قانون ہے، یعنی ایک حد بندی کا قاعدہ جو خود ضابطہ اخلاق میں خاص طور پر فراہم کیا گیا ہے، جو عام طور پر اپیلوں یا درخواستوں کے لیے حد بندی کی مدت فراہم نہیں کرتا ہے۔ یہ حد بندی کا عمومی قانون ہے، جیسا کہ حد بندی ایکٹ میں بیان کیا گیا ہے، جو آرٹیکل 155 154 150 اور 157 کے تحت کوڈ کے تحت عام طور پر ترجیحی اپیلوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ ایسی اپیلوں پر دفعہ 5 کی دفعات لاگو ہوں گی۔

ہائی کورٹس کے ذریعے طے کیے گئے کچھ مقدمات میں یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ضابطہ حدود قانون کی دفعہ 29(2) کے معنی میں کوئی خاص یا مقامی قانون نہیں ہے، یعنی جہاں تک پورے ضابطے کا تعلق ہے، کیونکہ یہ ایک عام قانون ہے جو عام طور پر فوجداری مقدمات کی سماعت کے لیے طریقہ کار طے کرتا ہے۔لیکن جس مخصوص سوال سے ہمارا یہاں تعلق ہے وہ یہ ہے کہ کیا ضابطہ اخلاق کی دفعہ 417(4) میں موجود شق ایک خصوصی قانون ہے۔ پورا ضابطہ درحقیقت ایک عام قانون ہے جو عام طور پر فوجداری مقدمات میں طریقہ کار کو منظم کرتا ہے، لیکن اس میں ایسی دفعات شامل ہو سکتی ہیں جو مخصوص قسم کے مقدمات کے لیے وقت کی حد کی وضاحت کرتی ہیں جو ایک خاص نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر، لینڈ ریونیو کوڈ، ایک عام قانون ہو سکتا ہے جو ریونیو دینے والے اور ریونیو وصول کرنے والے یا کرایہ ادا کرنے والے اور کرایہ وصول کرنے والے کے درمیان تعلقات کو منظم کرتا ہے۔ یہ اس لحاظ سے ایک عام قانون ہے کہ یہ اس طرح کے تعلقات کو کنٹرول کرنے والے عمومی اصول کا تعین کرتا ہے، لیکن اس میں میعاد ختم سے متعلق خصوصی دفعات شامل ہو سکتی ہیں مخصوص معاملات میں، حدود کے عام قانون سے مختلف۔ اس طرح کا قانون عام طور پر اس قسم کے تعلقات کے موضوع پر حکمرانی کرنے والے قانون کے حوالے سے ایک خصوصی قانون ہوگا۔ لہذا "خصوصی قانون" سے مراد ایک ایسا قانون ہے جو خصوصی معاملات کے لیے، خصوصی حالات میں، مقرر کردہ قانون کے عمومی قواعد سے متصادم ہو، جیسا کہ عام طور پر ان تمام معاملات پر لاگو ہوتا ہے جن سے عام قانون نمٹتا ہے۔ اس لحاظ سے، ضابطہ اخلاق ایک عام قانون ہے جو مجرمانہ مقدمات کی سماعت کے طریقہ کار کو منظم کرتا ہے، عام طور پر لیکن اگر یہ خصوصی حالات جیسے کہ دفعہ 417(3) اور (4) کے ذریعے زیر غور خصوصی مقدمات کے سلسلے میں وقت کی کوئی حد مقرر کرتا ہے، تو اسے ایک ساتھ پڑھیں، یہ عام قانون کے اندر موجود ایک خصوصی قانون ہوگا۔ چونکہ حد بندی ایکٹ میں خصوصی قانون کی تعریف نہیں کی گئی ہے اس لیے تعریف کی کوشش کرنا نہ تو ضروری ہے اور نہ ہی مناسب ہے۔ اس طرح، حد بندی قانون ایک عام قانون ہے جو قانون کے ذریعے نمٹائے جانے والے تمام معاملات پر لاگو حد بندی کے عمومی قوانین کا تعین کرتا ہے لیکن دوسرے قوانین میں مقرر کردہ حد بندی کے خصوصی قانون کی مثالیں ہو سکتی ہیں، حالانکہ یہ عام طور پر حد بندی کے قانون سے متعلق نہیں ہے۔ مثال کے طور پر، ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد، ایس ایم ٹھاکر بمقابلہ دی اسٹیٹ آف بہار (1) کینرا بینک لمیٹڈ بمقابلہ دی وارڈن انشورنس کمپنی (2) جو بمبئی لینڈ ریکوزیشن ایکٹ (1948 کا بمبئی XXXIII) میں مقرر کردہ حد بندی کے خصوصی اصول سے متعلق ہیں۔ یہ محدود قانون کی دفعہ 29(2) کے معنی میں خصوصی قوانین کی محض مثالیں ہیں۔ ایک بار جب یہ قرار دیا جاتا ہے کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 417 کی ذیلی دفعہ (4) میں مقرر کردہ حد بندی کا خصوصی قاعدہ حد بندی کا ایک خصوصی قانون ہے، جو نجی استغاثہ کی اپیلوں کو کنٹرول کرتا ہے، تو اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی دشواری نہیں ہے کہ حد بندی قانون کی دفعہ 29(2)(بی) کے پیش نظر حد بندی قانون کی دفعہ 5 مکمل طور پر راستے سے باہر ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ دفعہ 417(4) کی دفعات ایک خصوصی قانون ہیں لیکن وہ حد بندی قانون

کے پہلے شیڈول کے ذریعہ مقرر کردہ حد سے مختلف مدت کا تعین کرتے ہیں، کیونکہ دفعہ 29(2) لاگو ہوتی ہے جہاں حد بندی قانون کے ذریعہ مقرر کردہ مدت اور خصوصی قانون کے ذریعہ مقرر کردہ مدت کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حد بندی ایکٹ نجی نمایندے کے کہنے پر بری ہونے کے حکم سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت کی درخواست کے لیے کسی حد کی مدت کا تعین نہیں کرتا ہے۔ پہلی مثال میں، حد بندی قانون، آرٹیکل 157 نے ریاست کے کہنے پر بری ہونے کے خلاف اپیلوں کے سلسلے میں حد بندی کی حکمرانی کا تعین کیا ہے۔ لہذا، یہ کہا جا سکتا ہے کہ نجی پراسیکیوٹر کے کہنے پر بری ہونے کے حکم کے خلاف اپیل کے حد بندی ایکٹ کے ذریعے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ہے۔ اس طرح، اس طرح کی درخواست کو متاثر کرنے والی حد کے سلسلے میں حد بندی قانون اور ضابطے کی دفعہ 417(4) میں طے شدہ اصول کے درمیان فرق ہے۔ دفعہ 29(2) اس کے کردار میں ضمیمہ ہے جہاں تک یہ ایسے معاملات پر دفعہ 3 کے اطلاق کے لیے فراہم کرتا ہے جو اس کے دائرہ کار میں نہیں بلکہ اس شق کے لیے آتا ہے۔ اور کسی خاص قانون کے ذریعہ مقرر کردہ کسی حد کی مدت کا تعین کرنے کے مقاصد کے لیے، اس نے حد بندی قانون کی دفعات کو، جن کا حوالہ دفعہ 29 کی ذیلی دفعہ (2) کی شق (اے) میں دیا گیا ہے، ایسے معاملات پر اس حد تک لاگو کیا ہے جس تک وہ اس طرح کے خصوصی یا مقامی قانون سے واضح طور پر خارج نہیں ہیں، اور اس ذیلی دفعہ کی شق (بی) واضح طور پر یہ بتاتی ہے کہ حد بندی قانون کی بقیہ دفعات کسی خصوصی یا مقامی قانون کے زیر انتظام مقدمات پر لاگو نہیں ہوں گی۔ لہذا، ہماری رائے میں، ضابطہ اخلاق کی دفعات، جن میں حد بندی قانون کی دفعہ 29(2) کی دفعات شامل ہیں، یہ واضح کرتی ہیں کہ حد بندی قانون کی دفعہ 5، ضابطہ اخلاق کی دفعہ 417(3) کے تحت اپیل کرنے کی خصوصی اجازت کی درخواست پر لاگو نہیں ہوگی۔

یہ ہمارا نتیجہ ہے جو زیر بحث قوانین کی تشریح پر مبنی ہے۔ لیکن الہ آباد، آندھرا پردیش اور مدراس کی ہائی کورٹس نے اس کے برعکس نظریہ اختیار کیا ہے۔ دوسری طرف، الہ آباد ہائی کورٹ اور بمبئی ہائی کورٹ کے پہلے فیصلوں، جن پر فی الحال توجہ دی جانی چاہیے، نے یہ نظریہ اختیار کیا ہے کہ ہم نے جو اشارہ کیا ہے وہ قانونی حیثیت کا درست نظریہ ہے۔

الہ آباد ہائی کورٹ کی ایک ڈویژن بنچ نے محمد ابراہیم بمقابلہ گوپی لال (1) کے معاملے میں یہ نظریہ اختیار کیا تھا کہ دفعہ 417 کی ذیلی دفعہ (4) کے الفاظ یہ واضح کرتے ہیں کہ ذیلی دفعہ (3) کے تحت درخواست بری ہونے کے حکم کے 60 دن کے اندر اندر کی جانی چاہیے، اور یہ کہ ہائی کورٹ کو حد کی مدت میں توسیع کا کوئی اختیار نہیں ہے، اور حد بندی قانون کی دفعہ 5 ایسے معاملات پر لاگو نہیں ہوتی۔ انہوں نے اپنا نتیجہ مکمل طور پر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 417 کے ذیلی حصوں (3) اور (4) کے الفاظ پر مبنی کیا۔ الہ آباد ہائی کورٹ کے اس بنچ کے فیصلے کو راجن لال بمقابلہ ریاست (2) میں اس عدالت کے فل بنچ نے مسترد کر دیا تھا۔ مکمل بنچ تشکیل دینے والے تین معزز ججوں نے الگ الگ لیکن متفقہ فیصلوں میں یہ نظریہ اختیار کیا کہ ضابطہ مقامی یا خصوصی قانون نہیں تھا اور حد بندی قانون کی دفعہ 5 ضابطہ اخلاق کی دفعہ 417(3) کے تحت درخواست پر لاگو ہوتی ہے۔

آندھرا پردیش ہائی کورٹ میں ایک ڈویژن بنچ کی رائے وہی تھی جو الہ آباد ہائی کورٹ کے فل بنچ نے رکھی تھی، لیکن فیصلہ واجب تھا کیونکہ عدالت نے عرضی کو اس بنیاد پر خارج کر دیا تھا کہ بری ہونے کا حکم 1955 کے ترمیم شدہ ایکٹ XXVI کے نافذ ہونے سے پہلے منظور کیا گیا تھا، تاکہ بری ہونے کا حکم نجی پراسیکیوٹر کے کہنے پر اپیل کے قابل نہ ہو۔

آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے ایک فاضل جج نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ دفعہ 5 دفعہ 417 (4) کے تحت خصوصی اجازت کی درخواستوں پر لاگو ہوتی ہے۔

مدراس ہائی کورٹ میں، ایک فاضل جج نے وشوناتھن چیٹیار کے کیس کا فیصلہ دوبارہ (1) میں کیا اور فیصلہ دیا کہ "فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 1 ذیلی دفعہ (2) تمام قوانین کو فوجداری ضابطہ اخلاق پر لاگو کرتی ہے جس میں حدود کا قانون بھی شامل ہے اور اپیل کنندہ کو حد بندی قانون کی دفعہ 5 کا فائدہ اٹھانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔" انہوں نے یہ بھی مؤقف اختیار کیا کہ حدود کے قانون اور فوجداری ضابطہ اخلاق کے ذریعہ مقرر کردہ مدت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ دونوں مشاہدات درست نہیں لگتے۔

مدراس ہائی کورٹ کے ایک اور سنگل جج نے کوئمبٹور میونسپلٹی بمقابلہ کے ایل نارائنن (2) کے معاملے میں فیصلہ دیا کہ نمائندہ ایکٹ کی دفعہ 5 کا فائدہ نجی نمائندہ اٹھا سکتا ہے، لیکن فاضل جج نے اپنے فیصلے کی بنیاد اس عدالت کے پچھلے فیصلے کی استدلال پر نہیں رکھی بلکہ آندھرا پردیش ہائی کورٹ کی طرف سے پی وی سباریڈی بمقابلہ ڈی پاپیریڈی (3) اور دوبارہ پار چوری ادیشما (4) میں اپنائے گئے استدلال پر عمل کرنے کو ترجیح دی۔

ہماری رائے میں، انجن ہائی بمقابلہ یشونتراؤ دولتراؤ دودھے (5) کے معاملے میں بمبئی ہائی کورٹ کے فل بینچ کی طرف سے لیا گیا نظریہ درست ہے۔ اس معاملے میں یہ فیصلہ دیا گیا کہ دفعہ 417 (4) کی دفعات حد بندی قانون کی دفعہ 29 (2) کے معنی میں ایک خصوصی قانون ہیں۔ اس معاملے میں، ہائی کورٹ نے اس سوال پر مختلف ہائی کورٹس کے فیصلوں اور ان فیصلوں کی استدلال سے نمٹا ہے۔ جیسا کہ ہم بمبئی ہائی کورٹ کے نتائج سے متفق ہیں، ہم الہ آباد، آندھرا پردیش اور مدراس کی ہائی کورٹس کی طرف سے متضاد نتائج پر پہنچنے کے لیے دی گئی وجوہات کی بنا پر اس میں کیے گئے مشاہدات کو دہرانا ضروری نہیں سمجھتے۔

اوپر دی گئی وجوہات کی بنا پر ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب ہائی کورٹ کا نظریہ مکمل طور پر درست ہے۔ اس کے مطابق اپیل مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.06.12 11:28
I attest to the accuracy and integrity of this document